[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 2.S.C.R

از عدالت عظمی

ٹریسن کیمیکل انڈسٹری

بنام

راجیش اگروال اور دیگران

17 ستمبر 1999

[کے ٹی تھامس اور ایم بی شاہ، جسٹسز]

مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973۔

دفعات 156، 190، 482—شکایت کو کالعدم قرار دینا—اس کی بنیادیں—مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کو دھوکہ دہی کے جرم اور تعزیرات ہند کے تحت کیے گئے دیگر جرائم کی شکایت—مجسٹریٹ نے اسے تحقیقات کے لیے آگے بڑھایا—عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر شکایت کو کالعدم قرار دیا کہ تنازعہ سول نوعیت کا تھا اور ثالثی کی شق کے تحت آتا ہے اور مجسٹریٹ کے پاس مقدمے کی سماعت کے لیے علاقائی اختیارِ سماعت نہیں تھا—منعقد ہوا، عدالت عالیہ نے شکایت کو کالعدم قرار دینے میں غلطی کی—صرف اس وجہ سے کہ کسی عمل میں سول پروفائل اس کی مجرمانہ تنظیم کی مذمت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے—فرسٹ کلاس کے مجسٹریٹ کا اختیار نوٹس لینے کے لیے کسی جرم کا ہونا علاقائی پابندیوں سے متاثر نہیں ہوتا ہے—جس عدالت کو جرم کی تحقیقات کرنے یا اس پر مقدمہ چلانے کا دائرہ اختیار حاصل ہے، اس کا فیصلہ پوسٹ کو شناخت مرحلے کے دوران کیا جانا ہے نہ کہ اس سے پہلے۔

اپیل کنندہ کمپنی کے چیئرمین کی طرف سے مدعا علیہان اور اندور، مدھیہ پردیش میں واقع ان کی کمپنی کے خلاف جوڈیشل مجسٹریٹ اول کلاس گاندھی دھام، گجرات کے سامنے شکایت درج کرائی گئی تھی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ مدعا علیہان نے اپیل گزاروں کو دھوکہ دینے کے جرم سمیت جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ الزام لگایا گیا کہ جواب دہندگان نے اپیل گزار سے رابطہ کیا اور " ٹوسٹڈ سویابین کے نکات" فراہم کرنے کی پیشکش کی۔ اپیل گزاروں کو اس نمائندگی پر قیمت ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا کہ بہترین معیار کی چیز فراہم کی جائے گی، لیکن جواب دہندگان نے انتہائی کمتر معیار کی فراہمی کی، اور اس طرح اپیل گزاروں کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ مجسٹریٹ نے شکایت کو تفتیش کے لیے پولیس کے حوالے کر دیا۔ مدعا علیہان نے مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 کے تحت گجرات عدالت عالیہ کے سامنے اس بنیاد پر شکایت کو کالعدم قرار دینے کے لیے درخواست دائر کی کہ تنازعہ سول نوعیت کا تھا اور اس لیے کسی قانونی کارروائی کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی، اور یہ کہ جوڈیشل مجسٹریٹ، گاندھی دھام کو شکایت پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ عدالت عالیہ نے شکایت اور جوڈیشل مجسٹریٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔ ناراض ہو کر، شکایت کنندگان نے موجودہ اپیل دائر کی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد۔1: ہائی کورٹ کا یہ مؤقف درست نہیں تھا کہ تنازعات کو ثالثی کے حوالے کرنے توضیعات میں شامل دفعات فوجداری مقدمے کا موثر متبادل ہیں، جب کہ متنازعہ ایکٹ جرم ہے۔ثالثی قرارداد کی خلاف ورزی سے متاثرہ فریق کو ریلیف فراہم کرنے کا ایک علاج ہے لیکن ثالث کسی بھی ایسے عمل کا مقدمہ نہیں چلا سکتا جو جرم کے مترادف ہو حالانکہ وہی عمل قرارداد کے تحت کسی بھی کام کو انجام دینے سے منسلک ہوسکتا ہے۔تفتیشی ایجنسی کو الزامات کے تمام پہلوؤں میں جانے اور اپنے کسی نتیجے پر پہنچنے کی آزادی ہونی چاہیے تھی۔اس طرح کی تحقیقات کو پہلے سے روکنا صرف انتہائی انتہائی معاملات میں ہی جائز ہوگا۔[A-B—690؛H—689]

ریاست ہریانہ بنام بھجن لال،[1992] ضمیمہ 1ایس سی سی 335اور راجیش بجاج بنام ریاست این سی ٹی دہلی،[1993] 3ایس سی سی259، پر انحصار کیا۔

2۔عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے بھی غلطی کی کہ جوڈیشل مجسٹریٹ کو مبینہ جرائم کا نوٹس لینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔یہ ایک غلط نظریہ ہے کہ کسی جرم کا نوٹس لینے والے مجسٹریٹ کو لازمی طور پر مقدمے کی سماعت کے لیے علاقائی اختیارِ سماعت بھی ہونا چاہیے۔کے پیشِ نظر۔ 190 مجموعہ ضابطہ فوجداری مطابق، فرسٹ کلاس کا کوئی بھی مجسٹریٹ کسی بھی جرم کا نوٹس لینے کا اختیار رکھتا ہے، چاہے وہ جرم اس کے دائرہ اختیار میں کیا گیا ہو یا نہیں۔صرف بعض خصوصی قوانین میں اس طرح توضیعات کے تحت آنے والے جرائم کا نوٹس لینے کے اختیار کو محدود کرنے کے لیے خصوصی دفعات شامل کی گئی ہیں۔دائرہ اختیار کا پہلو تب ہی متعلقہ ہوتا ہے جب انکوائری یا مقدمے کی سماعت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔نوٹس لینے کے بعد، مجسٹریٹ کو عدالت کے بارے میں فیصلہ کرنا پڑ سکتا ہے جس کے پاس جرم کی تحقیقات یا مقدمہ چلانے کا دائرہ اختیار ہے اور یہ صورتحال صرف نوٹس کے بعد کے مرحلے میں پہنچے گی اور اس سے پہلے نہیں۔بصورت دیگر، مکمل پہلو سے آگاہ کیے بغیر دائرہ اختیار کے سوال پر فیصلہ عدالت عالیہ کو اس طرح کے انتہائی قبل از وقت مرحلے پر نہیں لینا چاہیے تھا۔[A-C—692؛H—691]

3۔اگر مدعا علیہان میں سے کسی کو شکایت کے سلسلے میں گرفتار کیا جاتا ہے، تو اسے گرفتار کرنے والا افسر اپنے اطمینان کے مطابق بانڈ پر عمل درآمد پر ضمانت پر رہا کرے گا۔[692—ایف]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1999: کی فوجداری اپیل نمبر950۔

1997 کے ایس کرمنل اے نمبر 1453 میں گجرات عدالت عالیہ کے مورخہ 6.11.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

انوپ چودھری اور اشوک کمار گپتا، اپیل کنندہ کی طرف سے

جواب دہندگان کے لیے اے کے چیتلے اور نیرج شرما

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس جسٹس۔اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ کمپنی کے چیئرمین نے فرسٹ کلاس، گاندھی دھام (گجرات) کے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے اندور (مدھیہ پردیش) میں واقع ایک اور کمپنی اور اس کے ڈائریکٹرز کے خلاف دھوکہ دہی کے جرم سمیت کچھ جرائم کا الزام لگاتے ہوئے شکایت درج کرائی۔مجسٹریٹ نے مجموعہ ضابطہ فوجداری (مختصر طور پر" کوڈ") کی دفعہ 156(3) کے تحت منظور کیے گئے اس کے حکم کے مطابق شکایت کو اپیل کنندہ کو تحقیقات کے لیے بھیج دیا۔اس کے بعد ملزم ڈائریکٹرز نے شکایت کو کالعدم قرار دینے کے لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 482 کے تحت گجرات عدالت عالیہ کا رخ کیا۔عدالت عالیہ کے واحد جج نے شکایت کو کالعدم قرار دیا اور اس پر مجسٹریٹ کے ذریعے جاری کردہ حکم کو بھی کالعدم قرار دے دیا۔اس لیے مستغیث نے یہ اپیل دائر کی ہے۔

شکایت کا خلاصہ یہ ہے: اکتوبر 1996 کے مہینے میں ملزم ڈائریکٹرز نے ان سے رابطہ کیا اور تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے کی قیمت پر 5450 میٹرک ٹن" ٹوسٹڈ سویابین ایکسٹریکشنز" فراہم کرنے کی پیشکش کی۔ملزم کی طرف سے بتائی گئی قیمت بازار کی قیمت سے زیادہ تھی۔اپیل کنندہ کو ملزم کے مطالبے کے مطابق پیشگی قیمت ادا کرنی پڑی۔تو وہی ادائیگی چیک کے بذریعے کی جاتی تھی۔لیکن ملزم نے وہ سامان بھیجا جو انتہائی کمتر اور غیر معیاری معیار کا تھا۔مستغیث نے لیبارٹری سے حاصل کردہ رپورٹوں کی زیروکس کاپیاں پیش کیں جن پر اشیاء کے نمونے جانچ کے مقاصد کے لیے بھیجے گئے تھے۔مذکورہ لیبارٹری نے تبصرہ کیا ہے کہ یہ شے" انتہائی کمتر اور غیر معیاری معیار" کی تھی۔مستغیث کو صرف مذکورہ بالا کھیپ سے 17 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔اپیل کنندہ کے مطابق اسے اس نمائندگی پر قیمت ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا کہ بہترین معیار کی شے فراہم کی جائے گی اور اس طرح کی نمائندگی پر قیمت ادا کی گئی تھی۔لیکن انتہائی ناقص معیار کی فراہمی کر کے ملزم نے مستغیث کو دھوکہ دیا اور اس طرح جرم کا ارتکاب کیا گیا۔شکایت میں لگائے گئے الزامات کی نمایاں خصوصیات مندرجہ بالا ہیں۔

ہم نے عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج کے فیصلے سے نوٹ کیا ہے کہ عدالت عالیہ میں اپیل کنندہ کا وکیل اس معاملے پر بحث کرنے نہیں آیا۔واضح طور پر تعلیم یافتہ جج اپیل کنندہ کے بیان کو پیش کرنے کے فائدے سے محروم تھا۔اس کمی کی عکاسی متنازعہ فیصلے میں بھی نظر آتی ہے۔

عدالت عالیہ میں مدعا علیہ کے وکیل نے بنیادی طور پر دو دلائل پیش کیے۔ پہلا یہ تھا کہ تنازعہ خالصتاً سول نوعیت کا ہے اور اس لیے کسی مقدمے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تھی، اور دوسرا یہ تھا کہ فرسٹ کلاس، گاندھی دھام کے جوڈیشل مجسٹریٹ کو شکایت پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔سیکھے ہوئے واحد جج نے دونوں تنازعات کو منظور کر لیا ہے اور شکایت اور مجسٹریٹ کے ذریعے اس پر منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔

پہلی گنتی پر واحد جج نے نشاندہی کی کہ فریقین کے درمیان طے پانے والی مفاہمتی یادداشت میں ایک مخصوص شق تھی کہ کسی بھی لین دین کے سلسلے میں ان کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات، اگر کوئی ہوں، کو ثالثی کے بذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ عدالت عالیہ نے مندرجہ ذیل مشاہدات کیے :

"اس کے علاوہ مستغیث کمپنی کو بغیر کسی اعتراض کے پروسیس شدہ سویابین کی فراہمی موصول ہوئی اور مستغیث کمپنی نے اسے برآمد کیا ہے۔ یہ سوالات کہ آیا شکایت کنندہ کمپنی کو نقصان اٹھانا پڑا جیسا کہ اس نے الزام لگایا ہے، وہ معاملات ہیں جن کا فیصلہ دیوانی عدالت کے ذریعے کیا جانا ہے اور یہ فوجداری مقدمے کا موضوع نہیں ہوسکتا۔"

بار بار یہ عدالت اس بات کی طرف اشارہ کرتی رہی ہے کہ ایف آئی آر کو کالعدم قرار دینا یا عدالت عالیہ کے اختیارِ اصلی کا استعمال کرتے ہوئے شکایت کو ریاست ہریانہ بنام بھجن لال، [1992] ضمیمہ 1 ایس سی سی 335 اور راجیش بجاج بنام ریاست این سی ٹی دہلی، [1999] 3 ایس سی سی 259 کے ذریعے انتہائی مستثنیات تک محدود ہونا چاہیے۔

آخری حوالہ شدہ کیس میں اس عدالت نے یہ بھی نشاندہی کی کہ صرف اس وجہ سے کہ کسی ایکٹ کا سول پروفائل ہے، اسے اس کی فوجداری تنظیم سے بدنام کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ ہم مندرجہ ذیل مشاہدات کا حوالہ دیتے ہیں :

" یہ ہوسکتا ہے کہ موجودہ شکایت میں بیان کردہ حقائق تجارتی لین دین یا پیسے کے لین دین کو بھی ظاہر کریں۔ لیکن یہ شاید ہی اس بات کی کوئی وجہ ہے کہ دھوکہ دہی کا جرم اس طرح کے لین دین سے بچ جائے گا۔ درحقیقت، تجارتی اور پیسوں کے لین دین کے دوران بہت سی دھوکہ دہی کی گئی تھی۔"

ہم اس استدلال کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں کہ تنازعات کو ثالثی کے حوالے کرنے کے قرارداد میں شامل کردہ شق فوجداری استغاثہ کا ایک موثر متبادل ہے جب کہ متنازعہ ایکٹ جرم ہے۔ ثالثی قرارداد کی خلاف ورزی سے متاثرہ فریق کو ریلیف فراہم کرنے کا ایک علاج ہے لیکن ثالث کسی بھی ایسے عمل کا مقدمہ نہیں چلا سکتا جو جرم کے مترادف ہو حالانکہ وہی عمل قرارداد کے تحت کسی بھی کام کو انجام دینے سے منسلک ہوسکتا ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ کے لیے شکایت کو دہلیز پر ہی ختم کرنے کی یہ اچھی وجوہات نہیں ہیں۔ تفتیشی ایجنسی کو الزامات کے تمام پہلوؤں میں جانے اور اپنے کسی نتیجے پر پہنچنے کی آزادی ہونی چاہیے تھی۔ اس طرح کی تحقیقات کو پہلے سے روکنا صرف انتہائی انتہائی معاملات میں جائز ہوگا جیسا کہ ریاست ہریانہ بنام بھجن لال (سوپرا) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فاضل واحد جج نے شکایت میں مبینہ جرم کے سلسلے میں فرسٹ کلاس، گاندھی دھام کے جوڈیشل مجسٹریٹ کے لیے دائرہ اختیار کی کمی سے متعلق مدعا علیہ کی طرف سے پیش کردہ متبادل دلیل کو قبول کرلیا ہے۔ اس پہلو پر عدالت عالیہ نے یہی کہا ہے :

" مزید برآں، شکایت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ لین دین کا کوئی حصہ ریاست گجرات کے علاقوں میں ہوا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروسیس شدہ سویابین کی فراہمی بھی شکایت کنندہ کمپنی کو فیکٹری میں ہی پہنچائی گئی تھی۔ لہذا، میرے خیال میں، مسٹر شاہ کا یہ

دعوی درست ہے کہ فاضل جوڈیشل مجسٹریٹ، فرسٹ کلاس، گاندھی دھام کی عدالت کو معاملے کا نوٹس نہیں لینا چاہیے تھا اور نہ ہی اس عمل کو جاری کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے تھی۔"

یہ ایک غلط نظریہ ہے کہ کسی جرم کا نوٹس لینے والے مجسٹریٹ کو لازمی طور پر مقدمے کی سماعت کے لیے علاقائی اختیارِ سماعت بھی ہونا چاہیے۔ ضابطے کا باب XIII "انکوائری اور ٹرائلز میں" فوجداری عدالتوں کے دائرہ اختیار سے متعلق ہے۔ اس باب میں اس جگہ کے بارے توضیعات موجود ہیں جہاں تفتیش اور مقدمہ چلنا ہے۔ دفعہ 177 میں کہا گیا ہے کہ "ہر جرم کی عام طور پر اس عدالت کے ذریعے تفتیش اور مقدمہ چلایا جائے گا جس کے مقامی دائرہ اختیار میں یہ انجام دیا گیا تھا"۔ لیکن دفعہ 179 میں کہا گیا ہے کہ جب کوئی عمل کسی بھی چیز کی وجہ سے جرم ہے جو کیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں ہوا ہے، تو تحقیقات اور مقدمے کی جگہ بھی ایسی عدالت میں ہو سکتی ہے جس کے مقامی دائرہ اختیار میں ایسا کام کیا گیا ہو یا اس طرح کا نتیجہ سامنے آیا ہو۔ اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ توضیعات کسی بھی عدالت کے جرم کا نوٹس لینے کے اختیارات کو پامال نہیں کرتی ہیں۔ جرم کا نوٹس لینے کا عدالت کا اختیار ضابطہ اخلاق کی دفعہ 190 میں دیا گیا ہے۔ ذیلی سیکشن (1) اور (2) اس طرح پڑھتے ہیں :

(i) اس باب توضیعات کے تابع، فرسٹ کلاس کا کوئی مجسٹریٹ، اور سیکنڈ کلاس کا کوئی مجسٹریٹ جو ذیلی دفعہ (2) کے تحت اس سلسلے میں خصوصی طور پر بااختیار ہو، کسی بھی جرم کا نوٹس لے سکتا ہے :

(a) ایسے حقائق کی شکایت موصول ہونے پر جو اس طرح کے جرم کو تشکیل دیتے ہیں۔

(b) ایسے حقائق کی پولیس رپورٹ پر؛

(c) پولیس افسر کے علاوہ کسی اور شخص سے موصول ہونے والی اطلاع پر، یا اس کے اپنے علم پر، کہ اس طرح کا جرم کیا گیا ہے۔

(ii) چیف جوڈیشل مجسٹریٹ دوسرے درجے کے کسی بھی مجسٹریٹ کو ایسے جرائم کا ذیلی دفعہ (1) کے تحت نوٹس لینے کا اختیار دے سکتا ہے جو اس کی تفتیش یا مقدمہ چلانے کی اہلیت کے اندر ہیں۔

دفعہ 193 سیشن عدالت پر کسی بھی جرم کا اصل دائرہ اختیار کی عدالت کے طور پر نوٹس لینے کی پابندی عائد کرتی ہے۔ لیکن فرسٹ کلاس کا کوئی بھی مجسٹریٹ کسی بھی جرم کا نوٹس لینے کا اختیار رکھتا ہے چاہے وہ جرم اس کے دائرہ اختیار میں کیا گیا ہو یا نہیں۔

دفعہ 190 میں موجود واحد پابندی یہ ہے کہ نوٹس لینے کا اختیار "اس باب توضیعات کے تابع" ہے۔ باب XIV میں 9 دفعات ہیں جن میں سے زیادہ تر میں کسی جرم کا نوٹس لینے میں فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے اختیار پر عائد ایک یا دوسری پابندی ہوتی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی علاقائی رکاوٹ کے سلسلے میں اس طرح کے اختیارات پر کوئی کٹوتی شامل نہیں کرتا ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (1898) کی متعلقہ شق میں ابتدائی الفاظ اس طرح تھے: "سوائے اس کے جو اس کے بعد دیا گیا ہے۔" ان الفاظ کو اب "اس باب توضیعات کے

تابع" سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔لہذا، جب توضیعات اخلاق کے باب XIV میں کسی بھی علاقائی وجہ کی بنیاد پر جرم کا نوٹس لینے والے فرسٹ کلاس کے جوڈیشل مجسٹریٹ کے اختیار کو خراب کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے تو اس طرح کے مجسٹریٹ کو کسی جرم کا نوٹس لینے کے اختیار سے محروم کرنا جائز نہیں ہے، بعض خصوصی قوانین میں ایسی کارروائیوں کے تحت آنے والے جرائم کا نوٹس لینے کے اختیار کو محدود کرنے کے لیے خصوصی دفعات شامل کی گئی ہیں۔لیکن اس طرح توضیعات غیر متزلزل شقوں کے ذریعے محفوظ ہیں۔کسی بھی طرح سے یہ ایک مختلف معاملہ ہے۔

دائرہ اختیار کا پہلو تب ہی متعلقہ ہوتا ہے جب تفتیش یا مقدمے کی سماعت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔اس لیے یہ ایک غلط سوچ ہے کہ صرف ایک مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمے کی سماعت کا دائرہ اختیار ہے وہ جرم کا نوٹس لینے کا اختیار رکھتا ہے۔اگر وہ فرسٹ کلاس کا مجسٹریٹ ہے تو جرم کا نوٹس لینے کا اس کا اختیار علاقائی پابندیوں سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔نوٹس لینے کے بعد اسے عدالت کے بارے میں فیصلہ کرنا پڑ سکتا ہے جس کے پاس جرم کی تحقیقات یا مقدمہ چلانے کا دائرہ اختیار ہے اور یہ صورتحال صرف نوٹس کے بعد کے مرحلے میں پہنچے گی اور اس سے پہلے نہیں۔

بدقسمتی سے، عدالت عالیہ، مذکورہ قانونی پہلوؤں میں سے کسی پر غور کیے بغیر، اس غلط نتیجے پر پہنچی کہ" فرسٹ کلاس کے جوڈیشل مجسٹریٹ، گاندھی دھام کو مبینہ جرائم کا نوٹس لینے کا کوئی اختیار نہیں ہے" صرف اس وجہ سے کہ اس طرح کے جرائم ریاست گجرات کی علاقائی حدود سے باہر کیے جا سکتے تھے۔دوسری صورت میں بھی، مکمل پہلو سے آگاہ کیے بغیر دائرہ اختیار کے سوال پر فیصلہ عدالت عالیہ کو اس طرح کے انتہائی قبل از وقت مرحلے پر نہیں لینا چاہیے تھا۔

مذکورہ بالا تمام وجوہات کی بنا پر ہم متنازعہ فیصلے سے متفق نہیں ہو سکتے۔اس لیے ہم اسے منسوخ کرتے ہیں۔

جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے ہماری توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی کہ شکایت میں شامل تمام ملزم افراد مدھیہ پردیش کے اندور میں مقیم ہیں اور انہیں خدشہ ہے کہ اگر انہیں گرفتار کیا گیا تو اس معاملے میں تحقیقات کا احیا شاید انہیں دکھی حالت میں الجھائے گا۔ہم نے اس پہلو پر اس نقطہ نظر سے غور کیا جو ہم اب لیتے ہیں اور ہم ملزم کے لیے اس طرح کی حالت زار کا بھی اندازہ لگاتے ہیں۔جواب دہندگان کے لیے کسی بھی ممکنہ مشکلات کو کم کرنے کے لیے ہم ہدایت دیتے ہیں کہ اگر مذکورہ بالا شکایت کے سلسلے میں جواب دہندگان میں سے کسی کو گرفتار کیا جاتا ہے، تو اسے گرفتار کرنے والے افسر کے ذریعے اس کے اطمینان کے مطابق بانڈ پر عمل درآمد پر ضمانت پر رہا کیا جائے گا۔تاہم، ایسا گرفتار شخص تفتیش کے مقصد کے لیے مخصوص جگہ اور وقت پر تفتیشی افسر کو رپورٹ کرنے کا پابند ہوگا۔

اپیل کو مندرجہ بالا قیود میں نمٹا دیا جاتا ہے۔

آر۔پی۔

اپیل نمٹا دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document